ابتلاء، تشویش اور پریشانی کے اوقات میں بھی مومن یقین پر قائم رہتا ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰؍دسمبر ۱۹۷۱ء بمقام مسجد مبارک ربوہ)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے یہ آیات پڑھیں:-

اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۝۱۱ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝۱۲

(الاحزاب: ۱۱، ۱۲)

وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ؕ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْـُٔوْلًا ۝۱۶ قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۱۷ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ؕ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝۱۸

(الاحزاب: ۱۶ تا ۱۸)

اس کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

ان آیات میں بہت سی باتیں بیان کی گئی ہیں۔ اس وقت میں مختصراً دو بنیادی باتوں کے متعلق کچھ کہوں گا۔

ایک یہ کہ اُس قسم کے ابتلاء اور تشویش اور پریشانی کے حالات میں جیسا کہ جنگ احزاب کے موقع پر پیدا ہوئے تھے یا اُس سے ملتے جلتے حالات، جن کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ بعد

میں بھی پیدا ہو سکتے ہیں، اُس وقت ایک کامل مومن اور ایک کمزور ایمان والے اور منافق کے درمیان فرق یہ ہوتا ہے جو ظاہر ہو جاتا ہے کہ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا اور اللہ تعالیٰ پر اُن کا گمان دو مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ پر ان کا یقین دو مختلف صورتیں اختیار کرتا ہے۔ منافق کا جو ایمان یا ایمان کی NEGATION (نیگیشن یعنی) نفی اور مومن کے ایمان کی پختگی مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتی ہے اور جس کی طرف تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا میں اشارہ کیا گیا ہے۔

دوسری بنیادی بات یہ بتائی گئی ہے کہ منافق کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے (معاذ اللہ) جھوٹے وعدے کئے ہیں۔

جیسا کہ میں نے بتایا ہے تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا میں جو بنیادی بات بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ منافق کا خدا تعالیٰ پر یقین یا اللہ تعالیٰ کے متعلق اس کا خیال یا اس کے وعدوں کے متعلق یا اس کی قدرتوں کے متعلق یا اس کی صفات کے متعلق اس کا ایمان ایک مومن کے ایمان سے بہت مختلف ہوتا ہے۔ جو منافق ہے وہ ابتلاء کے وقت یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے (نعوذ باللہ) جھوٹا وعدہ کیا ہے۔ وہ یہ تو تسلیم کرتا ہے کہ کوئی پیشگوئی کی گئی تھی یا کوئی وعدہ کیا گیا تھا لیکن جب ایسے حالات پیدا ہوتے ہیں کہ دُنیوی لحاظ سے بظاہر کامیابی اور بقاء اور استحکام کا کوئی امکان نظر نہیں آتا تو منافق کہہ دیتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ جھوٹا ہے۔ تمہیں اس نے وعدے تو کچھ اور دیئے مگر آج کچھ اَور نظر آ رہا ہے لیکن مومن ایسا نہیں ہوتا۔

اُس کے اظہار ایمان کے گو مختلف رنگ ہوتے ہیں۔ تاہم ایسے حالات میں مومن تو یہ کہتا ہے (جیسا کہ بعد کی آیات میں ذکر کیا گیا ہے) کہ جو خدا تعالیٰ نے وعدہ دیا ہے وہ ضرور پورا ہو گا۔ مومن ابتلاء کا احساس رکھتے ہوئے اس کا مشاہدہ کرتے ہوئے اور اس کے باوجود کہ شکنجے میں وہ اپنے آپ کو جکڑا ہوا پاتا ہے کہتا ہے کہ جس خدا نے ہمیں یہ فرمایا تھا کہ اس قسم کے پریشان کن حالات پیدا ہوں گے اسی نے یہ کہا تھا کہ میں ان پریشان کن حالات میں تمہیں کامیاب کروں گا اور تمہیں نجات دوں گا۔ اس واسطے پہلی بات جب پوری ہوئی تو دوسری بھی پوری ہو گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک رؤیا میں دیکھا کہ دشمن میرے باغ میں داخل ہوئے (بڑی وحشت کا اظہار ہے۔اس کی تفصیل میں تو مَیں اس وقت نہیں جا سکتا۔مختصر خطبہ دینا چاہتا ہوں۔ اگر حالات نے اجازت دی تو اسی تسلسل میں اس اختصار کی تفصیل بھی بیان کروں گا) اور میں گھبرایا۔ یہ رؤیا آپ نے عربی میں بیان فرمایا ہے۔اس کا ترجمہ تذکرہ کے مختلف ایڈیشنوں کے صفحہ ۱۸۱، ۲۲۳ اور ۲۲۶ پر چھپا ہوا ہے۔آپ نے اس رؤیا کے ساتھ یہ بھی فرمایا ہے کہ ایسے حالات مَیں کہ میں خود کو اکیلا دیکھتا ہوں اور کوئی مددگار اور کوئی دوست مجھے نظر نہیں آ رہا۔ایسے حالات میں بھی اللہ تعالیٰ نے میری مدد کی اور میرے دشمن کے سر اور اس کے جوارح کاٹ کر پھینک دیئے گئے۔

اِس وقت میں ضمناً قادیان میں بسنے والے بھائیوں کے متعلق دُعا کے لئے بھی کہنا چاہتا ہوں۔ ابھی اس جنگ کے آثار ہی تھے۔میرے خیال میں ۲۲ نومبر سے بھی پہلے کی بات ہے یعنی مشرقی پاکستان پر ابھی حملہ نہیں کیا گیا تھا کہ ہمیں علم ہوا کہ قادیان میں بسنے والے عاجز درویش بھائی یہ خطرہ محسوس کر رہے ہیں کہ اگر خدانخواستہ جنگ ہوئی تو انہیں تنگ کیا جائے گا۔ اب حالاتِ جنگ پیدا ہو گئے ہیں اب ہمارا تو ان کے ساتھ ملاپ نہیں رہا، نہ وہاں تار جاتی ہے نہ وہاں خط جاتا ہے لیکن وہ اس خدشے کا اظہار کہیں پہلے سے کر چکے ہوئے ہیں۔ اس واسطے بڑی دعائیں کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری غفلتوں کو اپنی مغفرت کی چادر کے نیچے ڈھانپ لے اور جو تھوڑی بہت اس نے ہمیں توفیق دی ہے اس کے حضور کچھ پیش کرنے کی اور اُسے خوش کرنے کے لئے جدوجہد کرنے کی وہ اسے قبول کرے اور جو وعدے اس نے کئے ہیں وہ تو پورے ہوں گے ہی لیکن اس نے جو وعدے کئے ہیں خدا کرے وہ ہماری زندگی میں پورے ہو جائیں۔اس لئے دوست بہت دعائیں کریں۔

میں بھارت کو بھی ایک تنبیہہ کرنا چاہتا ہوں دیکھو آج کی فوج کے پاس چھوٹے سے چھوٹا ہتھیار رائفل ہے لیکن میرے اور میری جماعت کے پاس رائفل بھی نہیں ہے۔اس واسطے میں دُنیوی طاقت کے گھمنڈ میں نہیں کہہ رہا نیز یہ کوئی سیاسی بیان بھی نہیں کیونکہ میں سیاستدان نہیں ہوں اور نہ سیاست سے مجھے کچھ سروکار ہے بلکہ ایک عاجز درویش اور خدا کے ایک ادنیٰ

بندے کی حیثیت سے انہیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تمہارے ملک میں جو مسلمان بستے ہیں اگر تم نے ان کے ساتھ اچھا سلوک نہ کیا اور ان کے حقوق ادا نہ کئے اور ان پر ظلم کرنے کی کوشش کی تو بندوق اور سیاسی اقتدار نہ رکھتے ہوئے بھی یہ عاجز بندہ تمہیں یہ کہتا ہے کہ جس خدا پر ہم یقین رکھتے ہیں اور ایمان لائے ہیں اور جس کی صفات کے شاندار مظاہرے ہم نے دیکھے ہیں۔ اسی خدا پر توکّل رکھتے ہوئے اور یقین رکھتے ہوئے اور ان بشارتوں کو جو اس نے ہمیں دی ہیں سچا سمجھتے ہوئے ہم کہتے ہیں کہ اگر تم نے ظلم کیا اور ایذاء رسانی کی راہیں تم نے اختیار کیں تو تمہاری گردن کاٹ دی جائے گی اور تم کبھی کامیاب نہیں ہو گے۔ اس لئے تم اپنے اور اپنے بچوں اور بیویوں اور اپنی آنے والی نسلوں کی خاطر اپنی رعایا میں سے جو مسلمان ہیں اور بھارت میں جہاں بھی وہ آباد ہیں، ان کے ساتھ بھی حسن سلوک کرو اور ان کے حقوق ادا کرو ورنہ اس کا خمیازہ تمہیں بھگتنا پڑے گا اور یہ قہر الٰہی اس قہر الٰہی کے علاوہ ہو گا جس کے تم پاکستان پر سفّاکانہ اور وحشیانہ حملہ کر کے مستحق ٹھہرے ہو۔ تم یہ نہ دیکھو کہ میرے ہاتھ میں تو چھوٹے سے چھوٹا ہتھیار بھی نہیں۔ تم کوشش کرو کہ اس خدائے قادر و توانا کو دیکھنے کی تمہیں آنکھیں ملیں۔ جس کی قدرت کے جلوؤں نے تمہیں زندگی دی اور اس زندگی کو قائم رکھا ہوا ہے کیونکہ اگر اس خدائے قادر و توانا کے غضب کی لہریں تمہارے ملک پر آ گئیں تو پھر اگر ساری دُنیا کے ہتھیار بھی تمہاری حفاظت کے لئے آ گئے تو وہ بھی تمہیں بچا نہیں سکیں گے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۶ر دسمبر ۱۹۷۱ء صفحہ ۳، ۴)

❁❁❁